ترجمان الحدیث

جدید معتزلہ

سیکولرازم کیلئے ہموار راہ

ترجمہ و تفہیم
محمد ادریس سلفی

سنت مطہرۃ پر تشکیک و انکار کا حملہ بڑا پرانا ہے۔

سنت مطہرہ عرصہ دراز سے انکار و تشکیک کا نشانہ بنتی رہی ہے نظام معتزلی نے ابتدائی صدیوں میں سنت نبوی پر طعن کا دروازہ کھولا یہ نظریہ بن کر نظامیہ معتزلہ سے موسوم ہوا امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''الام'' اور امام ابن قتیبہ نے ''تاویل مختلف الحدیث'' میں منکرین سنت اور ان کے دو کا ذکر کیا ہے۔

معتزلہ کی اصل بنیاد عقل کو سنت سے متعلق بلکہ دین سے متعلق فیصل تسلیم کرنا ہے ان کے ہاں عقل سب سے بڑی اور مقدم دلیل ہے شرع کو قبول کرنا ترک کرنا کسی حکم کو اچھا یا غیر معتبر قرار دینا عقل کی بنا پر ہے۔ حدیث سے متعلق اس قدر عداوت و بغض رکھتے ہیں کہ اسے پڑھنا سمجھنا جاننا مذموم فعل گردانتے ہیں ان کے بقول اسے پڑھنے جاننے کا کوئی فائدہ ہی نہیں کیونکہ عقل و ذہن ہی تحسین و تقبیح اور اچھے برے کی تمیز کیلئے صرف آخر ہے۔ اس لیے متواتر حدیث میں بھی جھوٹ کا امتحان خیال کرتے ہیں اور احادیث کے دور قرح کیلئے عقل کا فیصلہ ہی مسلم فیصلہ گردانتے ہیں۔

غیر متواتر خبر واحد ان کے ہاں عقیدہ کیلئے قطا مقبر نہیں اور اسے سچ اور نہ جھوٹ کہہ سکتے ہیں خود ساختہ شروط کے ساتھ خبر واحد معتبر گردانتے ہیں لیکن جیسے ہی یہ ان کی عقل کے معیار پر پوری نہ آئی انکاری ہو جاتے ہیں۔

فتنہ اعتزال کا نیا روپ

آج کے دور میں کئی ایک روشن خیال کالم نگار ایسے ہیں جن میں روح اعتزال داخل ہوگئی ہے چنانچہ انہوں نے سنت نبوی کو اپنی توپوں کے نشانہ پر رکھ لیا ہے دراصل اہل اسلام سے اقتصادی' سیاسی اور فوجی محاذ آرائی کا خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہ ہونے پر فکری جنگ کا سہارا لیا گیا ہے ان کار حدیث اسی تحریک و ذہن کی اختراع ہے دشمنان اسلام جان گئے ہیں کہ اسلام کا مضبوط قلعہ اور مسلم جزبہ غزو فکری ہی سے مغلوب کیے جاسکتے ہیں جس کی بنا پر ایسی نسل سامنے لائی جاسکتی ہے جن کے عقائد اور نظریات مضمل غیر مستقر ہوں گے۔ جس کی بنا پر وہ بآسانی مغربی تہذیب کی گرفت میں آجائیں گے یورپی رنگ ان پر بآسانی چڑھ سکے گا۔

امت پر مسلط غزو فکری

قرآن وسنت سے متعلق شبہات اور اسلامی شعائر پر بے جا اعتراضات اور حیلے بہانے سے اصول شرعیہ (قرآن وحدیث) پر اعتراضات امت پر مسلط فکری جنگ کے آزمودہ نسخے ہیں اس فکری جنگ کیلئے صدیوں سے متشرقین ایڑھی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ تاریخ اسلام سے متعلق انہوں نے کئی ایک موضوعات کے آڑھے ہاتھوں لیے ہیں اگرچہ بظاہر وہ اسلامی علوم کی تحقیق کر رہے ہوتے ہیں مگر درپردہ شکوک وشبہات پیدا کرنا خالص شہد کو زہر آلود کرنا ان کا مقصد وحید رہا ہے۔ یونیورسٹیوں اور کالجوں میں بظاہر لیکچر دے رہے ہوتے ہیں جبکہ وہ ایک ایسی نرسری لگا رہے ہوتے ہیں جس کا تعلق ہمارے اپنے نوجوانوں سے ہوتا ہے۔

ہی تناور پودے ان کی نظر میں دانشور قرار پاتے ہیں۔

یہی ''جدید معتزلہ'' ہیں اسلامی شعائر پر متشرقین سے زیادہ بے باکی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

عربی سیکولر ازم تحریک

مستشرقین سے مغرب عموماً اور امت مسلمہ خصوصاً متاثر ہوئی ہے لیکن مستشرقین کی کتب کا جو گھناؤنا اثر عرب پر سوار ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ عربی مدارس ہوں یا یونیورسٹیاں ہر جگہ انہوں نے اثرات چھوڑے ہیں اس اشتراقی تحریک نے معتزلی افکار سے استفادہ کرتے ہوئے اوران مسلمانوں میں شمار ہونے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مسلمانوں پر کئی طرق شحجوں مارا ہے خصوصاً انفرادی آزادی' عقل کی برتری نصوصی کوتوڑ مروڑ کر مطالب و خواہشات کے ساتھ ہم آہنگ کرنا اور پھر مرضی کے نتائج اخذ کرنا ہر سیکولر کیلئے ہر ہر مقام پر مواد فراہم کرتا ہے۔

اس میں تو کوئی شک کی گنجائش ہی نہیں کہ آج کی سیکولر تحریک کا اصل مواد اور نظریہ خالصہ مغرب کی ثقافت سے کشید شدہ ہے اوران آراء وتصورات کی مرکزیت اسلام ہرگز نہیں ہے۔ اس جوہڑ سے سیرابی کے بعد اہل اسلام سے ہمنوا تلاشی کرنے نکلے تو انہیں مستشرقین کے شاگرد اور انڈے بچے اپنی زہر پھیلانے کیلئے میسر آ گئے۔ معتزلی تحریک کی ابتداء اور انتہا سے انہیں اگرچہ اختلاف رہا لیکن دوران سفر بہتر رفاقت قائم ہوگئی۔ معتزلہ کی ابتدا چند منحرف عقائد کی بنا پر ہوئی اور انتہا تنزلیہ باری تعالیٰ اور حق کی تائید تھی۔ قدیم معتزلہ یقیناً ایک اسلامی نقطہ نظر لے کر اٹھے اور بزعم خود ان کا مقصد بھی مال تھا جبکہ جدید معتزلہ (سیکولرازم کی پیداوار) نے اسلام کا لبادہ صرف مقاصد کیلئے اوڑھا ہوا ہے تاکہ اس طرح اسلامی معاشرہ میں اپنی زہر اتار سکیں۔ چنانچہ یہ لوگ طرح طرح کے متضاد خیالات کا مربہ بن چکے ہیں جس سے ان کی جہالت اور در پردہ مقاصد کھل کر سامنے آ گئے ہیں۔ ان کی اسلام دشمن اور اس کی جڑ میں کھوکھلی کرنے کا عزم طشت وزبام ہوگیا ہے۔

یہ مغربی سیکولرازم کے بت کے مجاوروں کی صورت اختیار کر چکے ہیں قدیم معتزلہ اوران نئے معتزلہ میں بڑا فرق ہے۔ جنہوں نے اپنی کمینگی کو عزت بخشنے اور مغربی چاکری کو مخفی رکھنے کیلئے صرف قدیم تحریک اعتزالی سے نسبت جوڑی ہے۔

مسلمانوں کے اتفاقی نظریات پر شبہات

اہل یورپ اسلامی ملکوں میں ان سیکولر ازم کے حامیوں کے پھیلائے ہوئے شبہات سے ناواقف نہیں ہیں جن کی بنیاد اور جراثیم متشرقین اور ان کے نوزائدہ علاقائی بچے ہیں اسلامی تاریخ ان کا خصوصی نشانہ وہدف ہے کیونکہ وہاں شکوک وشبہات اور جمع وتفریق سے ہی اسلامی عقائد واخلاقیات اور فقہی سرمایہ میں نقب لگ سکتی تھی۔

بدبختوں کا گروہ

اس خدمت کیلئے کئی روشن خیالوں کا گروہ میدان میں ہے بیسیوں کتب ہزاروں مقالات'ٹی وی ٹاک شو'نیٹ پر بیانات میڈیا کے تمام وسائل ان مسموم خیالات کیلئے حاضر ہیں پریس فی سبیل الطاغوت اعلیٰ کاغذ اور پرنٹنگ کے ساتھ کارشر میں معاون ومد ہیں۔ سستے داموں فروخت جاری ہے گویا کاٹنے والے آزاد اور شرفاء پابند سلاسل ہیں ان کے دوش بدوش اخلاقیات کا جنازہ اٹھائے شہوات پرست پروگرام پر پروگرام اور اخباری ایڈیشن شائع کر رہے ہیں۔ یقیناً فکری اعتقادی شر کے ناشرین اور اخلاقی ومعاشرتی' بے راہ روی کے ذمہ داران کے مابین گرا مضبوط دوستانہ تعلق اپنا اثر دکھا رہا ہے۔ دونوں معاون ایک دوسرے کی مصنوع' حسی قول وعمل تائید سے ہرگز پیچھے نہیں رہتے۔

یہودی کردار

ان میں اکثر باران مدد ومعاون اور حمایت ملکوں کے مہمان بنتے رہتے ہیں وہاں ان کی عزت افزائی اور حوصلہ افزائی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی جاتی بلکہ عین ممکن ہے کہ فریقین نے منصوبہ بندی مل بیٹھ کر کی ہو خصوصاً یہود دیگر کی نسبت اختراق اہم کا تجربہ زیادہ رکھتے ہیں۔

استاذ عبدالدلام بسیونی عقل پسندی پر بحث کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ

میں نے جب عقل پسندی کی تاریخ وابتدا سے متعلق معلومات پر نگاہ ڈالی مجھے ہرگز ہرگز تعجب نہ ہوا جب میں نے دیکھا کہ اس کے پیچھے یہود کا ہاتھ کارفرما ہے یہودی کا یہ فلسفہ

ہے کہ لوگ جب تک دین پر ایمان رکھے ہوئے ہوں گے تو یہود غیر یہود جیسی اصطلاحین باقی رہیں گی جب دنیا سے دین رخصت ہوگا اور لوگ معیار عقل کو بنالیں گے اس کی بنا پر معاملات کی اچھائی برائی تو لیں گے تو یقیناً یہودی کی عقل بھی عام انسانی عقل کی طرح عقل ہے اب یہ نہ ہوگا کہ فلاں یہودی سے فلاں غیر یہودی سے یہودی فلسفی سارٹر کے بقول یہود یر تین بڑے انعامات ہیں' سونے کی عبادت (۲) جسم انسانی کی عریان پسندی (۳) الہامی دین کے بالمقابل عقل پسندی۔

نئے معتزلہ کے امتیازات

جدید معتزلہ کی فکری سوچ درج ذیل نکات کے گرد گھومتی ہے۔

(۱) عقل کو نصوص شرعیہ کی نسبت مقدم واعلیٰ رکھنا اور اس پر نصوص کو تولنا یہ امتیازی وصف ان کی تحریروں اور بیانات میں واضح نظر آتا ہے بلکہ اس پر وہ فخر کا اظہار کرتے ہیں۔

(۲) اسلامی عقائد واصول کو عقل کی کسوٹی پر رکھنا خواہ سلف صالحین نے نصوص سے کچھ بھی مواد لیا ہو یا استدلال کیا ہو قرآن وسنت کی نصوص کو حتی المقدور مغربی مادی ترقی سے ہم آہنگ کرنا ثابت کرنا کہ مغرب کا فلسفہ حیاۃ ہی فلاح وکامیابی ہے دیگر کو اس سے موافقت پیدا کرنا ہی دین اور عروج انسانی کا ضامن ہے۔

(۳) احادیث مبارکہ متواتر ہوں یا غیر متواتر صحیحین میں ہوں یا غیر صحیحین میں اگر ان کے منہج کے معیار پر پوری نہیں اترتیں وہ ناقابل قبول ہیں ان کی کوئی قیمت نہیں مزید برآں وہم یہ ہے کہ وہ اس طرح موضوع احادیث کو سنت صحیحہ سے الگ کررہے ہیں اور پیغمبر علیہ السلام سے نقص اور غیر صحیح خیالات منقولہ جدا کررہے ہیں۔

یقیناً وہ اس بیانیے یں دجل وفریب سے کام لے رہے ہیں ان کا مقصد وہ ہرگز نہیں جس کا اظہار کررہے ہیں بلکہ یہ لوگ تو شریعت مطہرۃ اور سنت کو عملاً غیر معتبر ناقابل عمل کہنا چاہتے ہیں۔

(۴) صحابہ کرام اور تابعین عظام پر طعن وتشنیع خصوصاً جو اسلام اور نصوص کے بیان ونقل میں دیگر کی نسبت فوقیت رکھتے ہیں۔

(۵) ایمان بالغیب والے امور مثلاً ملائکہ، جن۔ جادو اور معجزات کا انکار (جو شخص بھی عقل کو الہام و وحی پر مقدم رکھتا ہے ان امور کا حتماً انکار کرے گا)

(۶) وحدت ادیان اور تقارب بین الادیان کی دعوت

(۷) قومیت کی دعوت، اس میں آپس میں شدت وتساس میں مختلف درجات پر ہیں۔ کچھ اس کے شدت سے داعی ہیں کچھ نہیں۔

(۸) دین کیلئے محبت و دشمنی کے مفہوم میں یہ لوگ ہمیشہ شک و شبہ میں رہے ہیں واضح موقف سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں۔

(۹) ہمیشہ دین میں جدت پسندی کے حامی رہے ہیں جبکہ جدت کے در پردہ دین کی تبدیلی اور احکام ربانی میں تفسیر وتبدیلی کے خواہاں ہیں۔ تاکہ دین الٰہی میں ہر کوئی اپنی عقل سے جو چاہے کہہ سکے۔

جدید معتزلہ کے یہ عمومی خیالات و امتیازات ہیں مغرب کی اکثر سیکولر تحریکات میں بھی یہی خیالات عموماً موجود ہیں خصوصاً سیاسی معاشی جوانب سے متعلق لوگ اسی طرح کے بظاہر اعتدال پسند خیالات کا پرچار کرتے ہیں۔ ''بیضاء'' مقام پر بین الاقوامی حدیث کانفرنس جس میں اعتدال و وسطیت (میانہ روی) پر زور دیا گیا۔ جدید معتزلہ نے اپنی فکر بڑی ڈھٹائی سے پیش کی۔ جس پر موافق مخالف آراء آتی رہیں اس کانفرنس میں خصوصی طور پر ''اکثر ابوہریرہ'' کتاب کا مولف مصطفیٰ بوہندی بھی شامل تھا اس نے بیان کے دوران سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بڑے رکیک حملے کیے اور ان کے صحابی ہونے پر ہی شک کا اظہار کر دیا۔ اس کمینہ وصف شخص کی جانب سے جو یہ موقف دراصل اس جلیل القدر صحابی کی روایات کو مشکوک قرار دینے کے لئے تھا کیونکہ یہی جلیل القدر صحابی دیگر صحابہ کرام کی نسبت زیادہ سنت نبوی کو یاد اور بیان کرنے والے ہیں۔

جدید تحریک اعتزال میں بوہندی کا نام باطل کو بے باکی اور منہ زوری سے پھیلانے

میں بلند نام ہے۔

اسلامی ممالک میں ایسے روشن خیال مفکرین کا سیاسی اور میڈیا کے میدانوں میں عمل دخل ایک سرخ نشان ہے اسلامی عقائد اور صدیوں سے سلف صالحین میں پائے جانے والے غیر اختلافی مسائل میں شکوک وشبہات پھیلانا خصوصاً ایسے طبقے ہی جن کے پاس دینی معلومات برائے نام ہوتی ہیں خطرہ سے خالی نہیں ہے یہی دینی معلومات سے واجبی تعلق رکھنے والے لوگ جب حکومتی تعلیمی اداروں اور نصاب کی تشکیل میں مدعو ہوتے ہیں تو غلط افکار کی ترویج کا سبب ٹھہرتے ہیں چنانچہ ''اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے''

اسلام مسلم ممالک ہی میں اپنوں کے ہاتھوں رکاوٹوں سے آزمایا جارہا ہے۔ بلکہ اسلام پر اسلام کے نام سے شبخون مارا جاتا ہے۔

علماء اور خطباء ودعاۃ کا فرض بنتا ہے کہ اس خطرے کو جانیں اور اسلامی معاشرہ کو اس خطہ سے باخبر کریں ان مغرب کے وکیلوں کا اصل منصوبہ اور مسلمانوں کے متعلق ان کی خفیہ پلاننگ سے باخبر کریں ان کی پہچان ان کے مقاصد ان کی شخصیات اور ان کے اصول وضوابط سے لوگوں کو باخبر کریں۔ ان کے شبہات سے معاشرہ کو بچائیں ' چاہے تو یہی تھا کہ ان کے ہم پلہ وسائل سے ان کو جواب دیا جاتا جدید معتزلہ کے مراکز کے ہم پلہ مراکز علماء کرام کی زیرنگرانی قائم ہونے چاہئیں۔

جس میں طلبہ اور خطباء اس آستین کے سانپ کے پھیلائے زہر کا تریاق ڈھونڈیں اور ان کو ان کے معیار پر جواب دیں اور پھر یہ شبہات کا جواب عام لوگوں تک پہنچایا جانا چاہیے۔

اور یہ اس وسعت سے کام ہو کہ جہاں جہاں شبہات کا نیشن پھیلایا گیا وہیں ان کا تریاق منظم مرتب طریقہ پر عام ہو جائے۔

بشکریہ الفرقان 13/11/17

☆......☆......☆